اصلاحی تقریریں ⑱
کام چوری اللہ کا
ایک عذاب
کام چوری، کرپشن، بد دیانتی، رشوت
اور ناپ تول میں کمی، ہمارا قومی المیہ!
مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد رفیع عثمانی مدظلہم
بیت العلوم
۲۰- نابھہ روڈ، پرانی انارکلی لاہور- فون: ۷۳۵۲۴۸۳

تقریر : حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی مدظلہ
موضوع : کام چوری اللہ کا ایک عذاب
ضبط و ترتیب : محمد ناظم اشرف (فاضل دارالعلوم کراچی)
باہتمام : محمد ناظم اشرف
ناشر : بیت العلوم ۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انار کلی، لاہور۔
فون ۷۳۵۲۴۸۳

﴿ملنے کے پتے﴾

بیت العلوم	=	۲۰ نابھہ روڈ، پرانی انار کلی لاہور
ادارہ اسلامیات	=	۱۹۰ انار کلی، لاہور
ادارہ اسلامیات	=	چوک اردو بازار کراچی
دارالاشاعت	=	اردو بازار کراچی نمبر ۱
بیت القرآن	=	اردو بازار کراچی نمبر ۱
ادارۃ المعارف	=	ڈاک خانہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴
مکتبہ دارالعلوم	=	جامعہ دارالعلوم کراچی نمبر ۱۴،
ادارۃ القرآن	=	چوک لسبیلہ گارڈن ایسٹ کراچی

فہرست

کام چوری اللہ کا عذاب

بعد از خطبہ مسنونہ :

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡم

"وَیۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِیۡنَ الَّذِیۡنَ اِذَا اکۡتَالُوۡا عَلَی النَّاسِ یَسۡتَوۡفُوۡنَ وَاِذَا کَالُوۡھُمۡ اَوۡ وَّزَنُوۡھُمۡ یُخۡسِرُوۡنَ الَا یَظُنُّ اُولٰٓئِکَ اَنَّھُمۡ مَّبۡعُوۡثُوۡنَ لِیَوۡمٍ عَظِیۡمٍ یَوۡمَ یَقُوۡمُ النَّاسُ لِرَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ"

(سورہ المطففین آیت نمبر ۱ تا ۶)

بزرگان محترم، برادران عزیز اور محترم خواتین!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج کے اس اجتماع میں دوستوں اور بھائیوں نے مجھے کراچی سے یہاں آنے کی دعوت دی، میں سوچتا رہا کہ آج کے خطاب میں کیا عرض کروں ؟

میرے مرشد حضرت ڈاکٹر عبدالحئیؒ عارفی صاحبؒ نے مجھے بارہا ایک بات کی تلقین فرمائی کہ فرمائشی اور رسمی تقریریں نہ کرنا بلکہ جہاں جاؤ، وہاں کی ضرورت دیکھ کر بات کرو اور جہاں زخم ہے وہاں مرہم لگاؤ! ایسا نہ ہو کہ مرہم کہیں اور لگاؤ اور زخم کہیں اور ہو۔ حضرت عارفیؒ نے یہ فرما کر مجھ پر ایک بھاری ذمہ داری ڈال دی ہے کہ یہ سوچوں جس اجتماع سے مجھے خطاب کرنا ہے اس اجتماع کی ضرورت کیا ہے؟ نیز حضرتؒ نے ایک اور بات کی تلقین فرمائی کہ جب بھی گومگو کی کیفیت ہو کہ کیا کریں اور کیا نہ کریں؟ تو فوراً چپکے سے اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیا کرو کہ اے اللہ! آپ بتادیں کیا کرنا ہے!

میرے مرشدؒ کا ایک نسخہ

ہمارے شیخؒ، حکیم الامت حضرت تھانویؒ کا ملفوظ سنایا کرتے تھے کہ حضرت تھانویؒ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ لوگ مجھ سے ملتے رہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت! آپ سے ایک بات پوچھنی ہے، جب کوئی مجھ سے یہ جملہ کہتا ہے تو میں سوچتا ہوں کہ پتہ نہیں یہ کیا پوچھے گا؟ تو میں فوراً چپکے سے اللہ تعالیٰ سے عرض کر دیتا ہوں کہ یا اللہ! آپ بتا دیجئے کیا

جواب دوں؟ اس کے بعد اس سے کہتا ہوں کہ ہاں! اب پوچھو کیا بات ہے؟
غرضیکہ ہمارے مرشد نے فرمایا کہ میں تمہیں کامیابی کا ایک ذریعہ بتارہا ہوں کہ جب بھی گومگو کی کیفیت ہو، اللہ سے اس کے کرنے کا طریقہ پوچھ لیا کرو، اللہ تعالیٰ اس معاملے کو آسان فرمادیں گے۔ الحمد اللہ جب کبھی خطاب کی نوبت آتی ہے تو اس سے پہلے عموماً اپنے مرشد کے اس نسخے پر عمل کی توفیق ہو جاتی ہے۔

آج کل سب سے بڑا مسئلہ کرپشن ہے

آج کے اس اجتماع سے متعلق دل میں یہ بات آئی کہ آپ کے سامنے وہ بات عرض کروں جو ہم سب کی ضرورت کی بات ہے اور شاید یہ ہماری قوم اور ملک کا سب سے بڑا اور سب سے اہم مسئلہ ہے۔ آپ نے اخبارات میں ایک لفظ کثرت سے پڑھا ہوگا اور کئی سال سے وہ لفظ ہمارے یہاں بھی پھیلا ہوا ہے اور اس لفظ کا مصداق تو سب سے زیادہ پھیلا ہوا ہے اور وہ ہے ”کرپشن“ شاید اس بات سے کسی کو کوئی اختلاف نہ ہو کہ اس وقت پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ کرپشن (بددیانتی اور خیانت) ہے۔ اسی سلسلے میں یاد دہانی کے طور پر میں نے آج ان آیات کا انتخاب کیا جو شروع میں، میں نے

تلاوت کی ہیں۔ ان آیات سے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ان کا تعلق فقط تاجروں سے ہے، لیکن جیسا کہ میں عرض کروں گا کہ واقعہ یہ ہے کہ اس کا تعلق ہماری زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے انسانوں کے ساتھ ہے، اس لئے ان آیات کے بارے میں کچھ تفصیل عرض کرنا چاہتا ہوں۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کا انجام

آیات مذکورہ بالا کا ترجمہ یہ ہے۔

"ویل ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ تول میں کمی کریں""مطففین" جمع ہے مطفف کی، جس کا معنی ہوتا ہے "ناپ تول میں کمی کرنے والا" اور "ویل" کے ایک معنی تو لغت میں "ہلاکت اور بربادی" کے آتے ہیں، اس صورت میں ترجمہ یوں ہو جائے گا کہ ہلاکت اور بربادی ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ تول میں کمی کرتے ہیں۔ اور مفسرین نے یہ بھی لکھا ہے کہ "ویل" جہنم کی ایک وادی کا نام ہے جو اتنی گہری ہے کہ اگر جہنم کے اوپر سے کوئی پتھر پھینکا جائے تو وہ پتھر اس کی تہہ میں چالیس سال کے بعد پہنچے گا۔ چنانچہ اس صورت میں اس آیت کے معنی یہ ہو جائیں گے کہ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لئے جہنم کی وہ وادی مقرر ہے جس کی گہرائی اتنی ہے کہ ایک پتھر اس کی تہہ میں چالیس سال کے بعد پہنچے گا۔ آگے ناپ تول میں کمی کرنے

والوں کی ایک صفت بیان کی گئی ہے کہ وہ لوگ جب دوسروں سے ناپ تول کر لیتے ہیں (کوئی چیز خریدتے ہیں) تو چاہتے ہیں کہ انہیں پورا ملے، چنانچہ خوب غور سے دیکھتے ہیں کہ صحیح تولا ہے یا نہیں ؟لیکن جب دوسروں کو ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو ڈنڈی مارتے ہیں اور اصل مقدار میں کمی کرتے ہیں اور ہاتھ کی صفائی دکھا کر ناپ تول میں کمی کے مرتکب ہوتے ہیں۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی حماقت

اگر غور کیا جائے تو اس صفت کو لانے کا ایک اور مقصد نظر آتا ہے اور وہ یہ کہ اس میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی ایک حماقت کا بیان ہے کہ ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی یہ خواہش کہ وصول کریں تو پورا لیں اور جب ادا کریں تو کم دیں، کبھی پوری نہیں ہو سکتی کیونکہ جب یہ پورا نہیں دیں گے تو خود بھی پورا نہیں لے سکتے، اور چونکہ یہ ایسی چیز کی تمنا کرتے ہیں جو ممکن نہیں اس لئے یہ احمقانہ تمنا ہے۔ اور وہ اس طرح کہ جس معاشرے میں ناپ تول میں کمی کا رواج ہو جائے اور ڈنڈی مارنے کا ہر ایک ماہر ہو جائے تو پھر اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ اس معاشرے میں کسی کو بھی کوئی چیز پوری نہیں ملتی حتی کہ ڈنڈی مارنے والوں کو بھی پوری نہیں ملتی۔

ہر ایک ناپ تول میں کمی کرتا ہے

مثال کے طور پر دودھ بیچنے والا دودھ بیچتا ہے تو اس میں آدھا دودھ ہوتا ہے اور آدھا پانی، جو اس کے ہاتھ کی صفائی ہے جس کی بناء پر وہ مطفف، گناہ گار اور اللہ کا باغی بنا۔ لیکن وہ خوش ضرور ہے کہ اس نے دوسرے کے ناپ میں کمی کر کے ایک کلو کے پیسے (دس روپے) بچا لئے۔ اس کے بعد یہ دودھ والا کپڑا لینے جاتا ہے تو وہاں کپڑے کا تاجر بھی اپنے ہاتھ کی ایسی صفائی دکھاتا ہے کہ دس کے بجائے بیس روپے کما لیتا ہے اور دودھ والے کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اب اگرچہ یہ کپڑا بیچنے والا خوش ہے کہ اس نے دھوکے سے بیس روپے کما لئے لیکن جب وہ ڈاکٹر کے پاس جاتا ہے تو ڈاکٹر سب سے پہلے اس کی جیب کا اپریشن کرتا ہے اور ایسے ایسے کرتب دکھاتا ہے کہ حیرت ہوتی ہے۔

دھوکہ دہی کی عام حالت

ابو ظہبی میں ایک پاکستانی انجینئر سے جب میری پہلی ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ پہلے میں سعودی عرب میں ملازمت کرتا تھا، اس کے بعد وہاں سے کافی رقم جمع کر کے کراچی لے گیا کہ وہاں کاروبار

کروں گا لیکن وہاں سے کان پکڑ کر واپس آیا اور توبہ کی کہ پاکستان میں کاروبار نہیں ہو سکتا۔ میں نے پوچھا کیوں نہیں ہو سکتا؟ تو کہنے لگے کہ میں نے اپنے ان پیسوں سے وہاں ایک ایکسرے کا ادارہ قائم کیا اور اعلیٰ درجے کی مشینیں لے کر آیا تو آس پاس کے ڈاکٹروں نے آکر مجھ سے بات چیت کرنی شروع کی کہ دیکھو! ہم تمہارے پاس ایکسرے کے لئے مریض بھیجا کریں گے جس کی کچھ تو کمیشن ہماری ویسے ہی مقرر ہو گی مثلاً پندرہ یا بیس وغیرہ وغیرہ اور جتنی فیس تم لو گے اتنی ہی ہمیں بھی دو گے، اور ایک کام مزید یہ کرنا پڑے گا جو کسی کے علم میں نہیں آنا چاہئے کہ اگر ہمارے نسخے پر ایک مخصوص قسم کا فلاں نشان لگا ہوا ہو تو یہ اس بات کی علامت ہو گی کہ اس مریض کا ایکسرے نہیں لینا بلکہ اسے دھوکہ دے کر ظاہر یہ کرنا ہے کہ اس کا ایکسرے لیا گیا ہے۔ چنانچہ اس کو ایکسرے کی مشین پر لٹانا بھی ہے، بٹن بھی دبانا ہے اور مشین کی آواز بھی پیدا کرنی ہے لیکن اس کے باوجود ایکسرے نہیں لینا اور پیسے اس سے پورے لینے ہیں، میں نے ایک ڈاکٹر کو اس سے انکار کیا تو دوسرا آ گیا، میں نے اسے بھی انکار کر دیا تو تیسرا آ گیا، اس کے بعد چوتھا اور پانچواں آیا اور میں نے ان سب کو انکار کر دیا، تو ان ڈاکٹروں نے مجھ سے کہا کہ تم ہمارے کام کے نہیں ہو، ہم دوسروں سے کام لے لیں گے چنانچہ ایک

دوسرے قریبی آدمی سے ان کا کام چلنے لگا جب کہ میرے پاس کوئی گاہک نہیں آتا تھا، کیونکہ وہ ڈاکٹر یہ تاکید کر کے مریضوں کو بھیجا کرتے تھے کہ ہمیں فلاں کلینک ہی کا اعتبار ہے اس لئے تم نے وہیں جانا ہے، ان حالات کو دیکھ کر میں اس کام کو چھوڑ کر یہاں آ گیا۔

ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے کمالات

غرضیکہ کپڑے والا بیس روپے کمانے پر خوش تھا لیکن ڈاکٹر نے اس کی جیب سے کتنے ہی روپے نکال لئے اور وہ خوش ہے کہ میں نے دوسرے کی جیب سے اتنے روپے نکال لئے۔ لیکن جب وہ کیمسٹ کے یہاں جاتا ہے تو وہ اس کی خبر لے لیتا ہے چنانچہ وہ ایک نمبر دوا کے پیسوں سے دو نمبر دوا دے دیتا ہے۔ اور کیمسٹ جب ترکاری والے کے پاس جاتا ہے تو وہ اپنے کرتب دکھاتا ہے، اور جب ترکاری والا گوشت لینے جاتا ہے تو وہ اپنا کمال دکھاتا ہے اور جب یہ لوگ سرکاری دفاتر میں جاتے ہیں تو وہاں سرکاری ملازمین اپنے کرتب دکھاتے ہیں۔ یعنی ہر ایک اس بات پر خوش ہے کہ میں کمارہا ہوں لیکن اس بات سے بے خبر ہے کہ ہر ایک دوسرے کی جیب کاٹ رہا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیب کتروں کی ایک لائن لگی ہوئی ہے

جس میں ایک شخص دوسرے کی جیب کاٹ کر اپنی جیب میں ڈالتا ہے تو دوسرا اس سے زیادہ اس کی جیب سے نکال لیتا ہے جس کی بناء پر کسی کو بھی کچھ نہیں ملتا۔

لوگوں کی عام حالت

ابھی دو سال قبل تربت جانا ہوا جو کہ بلوچستان کا ایک پسماندہ علاقہ ہے، چونکہ وہاں سخت گرمی تھی اس لئے تربت تک تو جہاز کے ذریعے پہنچ گئے اور ابھی ہمیں وہاں سے تقریباً تیس پینتیس میل کے فاصلے پر ایک قصبے میں جانا تھا، لیکن وہ چونکہ پہاڑی اور سنگلاخ زمین تھی اس لئے وہاں بڑی مشکل سے پہنچے، ہمیں لوگوں نے بتایا تھا کہ وہاں کی سڑک اگرچہ کچی ہے لیکن اس کی مرمت کے لئے دس بیلدار آدھے آدھے میل کے فاصلے پر مقرر ہوتے ہیں جن کے ساتھ ایک اونٹ، ایک کھانا پکانے والا اور ایک خیمہ ہوتا ہے، یہ لوگ پہاڑوں سے گرنے والے پتھروں کو ہٹا دیتے ہیں اور گڑھوں کو مٹی سے پر کر دیتے ہیں تاکہ کوئی دشواری نہ پیش آئے۔ لیکن ہماری گاڑی دھوپ کے اندر ہچکولے کھاتی ہوئی جا رہی تھی، پتھر بھی جا بجا بکھرے ہوئے تھے اور گڑھے بھی بے شمار تھے اور وہاں نہ کوئی بیلدار نظر

آیا، نہ کوئی اونٹ حتیٰ کہ کوئی خیمہ بھی نظر نہ آیا۔ میں نے وہاں پہنچ کر وہاں کے لوگوں سے پوچھا کہ آپ نے تو کہا تھا کہ اتنے اتنے فاصلے پر بیلدار کھڑے ہوتے ہیں لیکن ہم نے اتنا فاصلہ طے کیا، ہمیں تو ایک بیلدار بھی نہیں ملا، اس کی کیا وجہ ہے؟ تو وہ کہنے لگے کہ قانوناً تو یہی بات مقرر ہے اور انہیں باقاعدہ تنخواہ بھی ملتی ہے لیکن وہ لوگ یہاں کام نہیں کرتے بلکہ دبئی میں ملازمت کرتے ہیں، یعنی ملازمت دبئی میں اور تنخواہ بیلداری کی بلوچستان کے علاقے میں وصول کرتے ہیں۔

کام چوری اللہ کا ایک عذاب ہے

کام چوری کی ہمارے ملک کی یہ حالت ہے کہ سڑکیں ٹوٹی پھوٹی ہیں اور کرپشن سب سے بڑا مسئلہ بنا ہوا ہے، ہمارے شہروں میں نالیاں تعفن سے بھری پڑی ہیں اور کوڑیاں صاف نہیں ہوتیں، قصبوں اور شہروں میں گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہوتے ہیں، بجلی آنکھ مچولی کھیلتی ہے، ٹیلی فون کا نظام درہم برہم ہے، پانی کی قلت ہے، سرکاری دفاتر میں رشوت کے بغیر کام نہیں ہوتا، عدالتوں میں انصاف نہیں ملتا، ہسپتالوں میں علاج نہیں ملتا، تھانوں میں تحفظ نہیں ملتا اور تعلیمی اداروں میں تعلیم نہیں ملتی۔ در

حقیقت یہ اللہ کا عذاب ہے کہ جیب کتروں کی لائن لگی ہوئی ہے لیکن لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ قرآن ان سے کہتا ہے کہ یہ ایک احمقانہ تمنا ہے کہ کم دو اور پورا لو جو کبھی پوری نہیں ہو سکتی۔

اس سے آگے ارشاد ربانی ہے "کیا انہیں گمان بھی نہیں ہے کہ ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ جس عظیم دن یہ لوگ میدان حشر میں بھیجے جائیں گے"۔ ان کو دوبارہ زندگی دی جائے گی، اعمال کا حساب و کتاب ہو گا" اور اس دن لوگ اپنے پروردگار کے سامنے کھڑے ہو کر اپنے اعمال کا حساب دے رہے ہوں گے" اگر انہیں اس دن کا تصور ہوتا تو یقیناً وہ یہ حرکتیں نہ کرتے۔

ان آیات کا مفہوم بہت وسیع ہے

آپ سوچ رہے ہوں گے کہ آپ نے تو کہا تھا کہ میں آپ کے سامنے ایک ایسا مسئلہ رکھنا چاہتا ہوں جو سب سے پہلا مسئلہ ہے اور تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں کا مسئلہ ہے لیکن آپ نے تو وہ مسئلہ بیان کیا جس میں فقط تاجروں کا بیان ہے، جبکہ یہاں بہت سے لوگ وہ بھی ہیں جو تاجر نہیں تو ان سے اس بات کا تعلق کیسے ہے؟ یاد رکھیں! کہ غیر تاجر سے بھی اس مسئلے کا تعلق اس طرح ہے جس طرح تاجروں سے ہے۔ میرے والد

ماجد حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ کا سن ۱۹۶۰ء میں دیوبند جانا ہوا، میں اسی سال دورہ حدیث سے فارغ ہوا تھا اور حضرت والد صاحبؒ سے درخواست کی گئی کہ آپ شہر کی جامع مسجد میں بیان فرمائیں۔ چنانچہ حضرت والد صاحبؒ نے ان کی درخواست قبول کرتے ہوئے اسی آیت پر بیان فرمایا جو میں نے شروع میں تلاوت کی اور اس میں ایک بات یہ بھی فرمائی کہ جس طرح تاجر پیسے لے کر سامان دیتا ہے اسی طرح اگر کوئی شخص ملازمت یا مزدوری کرتا ہے تو وہ اپنا وقت اور محنت دے کر پیسے لیتا ہے تو یہ بھی تاجر ہوا۔ اسی طرح میں دارالعلوم میں پڑھاتا ہوں اور استاد کی حیثیت سے مجھے تنخواہ ملتی ہے کیونکہ میں نے اپنا وقت دارالعلوم کے ہاتھوں فروخت کر رکھا ہے تو تاجر میں بھی ہوں اسی طرح کوئی مزدور مثلاً آٹھ گھنٹے کی مزدوری کر کے سو روپے حاصل کرتا ہے تو وہ سو روپے لے کر اپنے آٹھ گھنٹے کی محنت دیتا ہے۔ اسی طرح سرکاری ملازمین بھی ہیں، پس جس طریقے سے ایک تاجر ڈنڈی مار کر حرام پیسے کماتا ہے لہذا جو حکم اس کا قرآن میں بیان ہوا بالکل اسی طرح وہی حکم اس ملازم اور مزدور کا ہے جو تنخواہ تو پوری لیتا ہے لیکن ڈیوٹی پوری نہیں دیتا۔ اسی کو کرپشن کہا جاتا ہے جو ہمارے ملک میں عام ہے اور کام چوری ہمارا قومی شعار بن گئی ہے جیسا کہ سرکاری دفاتر کا حال آپ پر واضح ہے۔

کام چوری اور حرام خوری

پچھلے رمضان میں کراچی کے ایک سرکاری دفتر میں دارالعلوم کا ایک کام پیش آگیا جو کہ جائز، نیک اور اچھا کام تھا اور اس کے بارے میں افسر بالا نے حکم بھی لکھ دیا اور یہ بھی ہدایت کی کہ یہ کام جاری کیا جائے، لیکن نیچے کا افسر ٹال مٹول کرتا رہا جس سے تنگ آکر اس سے کہا گیا کہ بھائی! ہمیں کیوں ستاتے ہو؟ تو اس نے کہا کہ آپ اتنا بڑا کام ہمیں کچھ دیئے بغیر کروا رہے ہیں، ہم رمضان میں ایسا گناہ بے لذت کیسے کریں؟ یعنی اس نے ڈیوٹی کو رشوت کے بغیر گناہ بے لذت قرار دیا، جس سے معلوم ہوا کہ تنخواہ پوری لیتے ہیں اور پورا وقت دینے کے لئے تیار نہیں ہوتے جس کی بناء پر "حرام خوری اور کام چوری" ہمارا قومی شعار بن گیا، بلکہ آج سرکاری دفاتر کے ملازمین کا تو یہ حال ہے کہ اگر کسی ملازم کو آفس جانے میں دیر ہو جائے اور کوئی اس سے کہہ دے کہ آج تم دیر سے آفس جا رہے ہو؟ تو کہتے ہیں ہمیں! کیا پرواہ ہے؟ ہمیں کون پوچھ سکتا ہے؟ کیا کسی کی جرات ہے جو ہم سے دیر سے آنے کے بارے میں پوچھ سکے؟ ہم جب چاہیں جائیں اور جب چاہیں آئیں ہمیں کوئی نہیں پوچھ سکتا۔ اسے اپنے لئے فخر سمجھتے ہیں، حالانکہ یہ نہیں سمجھتے کہ حرام کھا رہے ہیں۔

ڈیوٹی میں کمی کرنے والا بھی مطفف ہے

یاد رکھیں! جو شخص تنخواہ پوری لے اور ڈیوٹی کے وقت میں سے چوری کرے مثلاً ڈیوٹی کے اوقات میں دوستوں یا گھر والوں سے ٹیلی فون پر باتیں کرے، اخبارات پڑھے، دوسروں سے سیاسی بحث و مباحثے کرے تو اس کی تنخواہ خنزیر اور شراب کی طرح حرام ہے۔ لیکن آج اس طرف دھیان نہیں ہے اور حرام خوری کا رواج ہے، اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ حرام خوری اور کام چوری میں ہم ہی لوگ مشہور ہو گئے ہیں اور اس معاملے میں مسلمانوں نے کافروں کو مات کر دیا ہے۔ آپ یورپ اور امریکہ وغیرہ ممالک میں جائیں تو وہاں آپ کو یہ کام چوری نظر نہیں آئے گی اور کسی بھی دفتر میں کوئی ملازم خواہ وہ آپ کا بھائی ہی ہو، ڈیوٹی چھوڑ کر سوائے مختصر سی بات کے کوئی بات نہیں کرے گا، اس لئے کہ وہاں ڈیوٹی کے اوقات میں بات چیت کرنا بھی انتہائی معیوب اور چوری کی بات سمجھا جاتا ہے، لیکن ہمارے یہاں اس کا عام رواج ہے اس کے باوجود دودھ والے کے دودھ میں پانی ملانے کی شکایت کرتے ہیں اور یہ نہیں دیکھتے کہ خود کیا کر رہے ہیں؟ اگر ڈیوٹی پوری دی جاتی تو ہمارے ملک میں کوئی سڑک بھی ٹوٹی ہوئی نہ ہوتی جیسا کہ یورپ اور مہذب ممالک میں آپ کو کوئی سڑک ٹوٹی ہوئی نہیں ملتی کیونکہ سڑک

بنانے والا عملہ اپنی ڈیوٹی پوری دیتا ہے، اسی طرح بجلی کی آنکھ مچولی آپ کو کسی
مہذب ملک میں نظر نہیں آئے گی اور بجلی کی آنکھ مچولی تو درکنار، بجلی کا چلا جانا
بھی وہاں ایک ہولناک بات سمجھی جاتی ہے چنانچہ سالہا سال گزرنے کے بعد بھی
وہاں بجلی نہیں جاتی، اور ہمارے یہاں بجلی آنکھ مچولی کھیلتی ہے اس لئے کہ بجلی
کا عملہ اپنی ڈیوٹی پوری نہیں دیتا، جیسا کہ اخبارات واپڈا کے شرمناک
کارناموں سے بھرے پڑے ہیں جس کی بناء پر بجلی مہنگی سے مہنگی تر ہو گئی
اور اب کسی بھی قیمت پر صحیح طور پر دستیاب نہیں ہوتی۔ ہمارے بچوں کو
مدارس اور تعلیمی اداروں میں تعلیم نہیں ملتی، اسکولوں میں بچے جاتے ہیں تو
اساتذہ ان کا وقت ضائع کرتے ہیں لہذا وہ اساتذہ بھی مطفف ہیں جو نہ پورا
پڑھاتے ہیں اور نہ محنت کرتے ہیں بلکہ گپ شپ میں وقت گزار دیتے ہیں۔

ناپ تول میں کمی نہ کرنے والے بھی موجود ہیں

یہاں ایک بات مزید عرض کردوں کہ الحمد اللہ یہ نہیں کہا جا سکتا
کہ سارے تاجر ایک ہی طرح کے ہوتے ہیں، اللہ کا شکر ہے کہ آج بھی ایسے
لوگ موجود ہیں جو نہ حرام کھاتے ہیں اور نہ کھلاتے ہیں اور اپنے بچوں کو بھی
حلال ہی کھلاتے ہیں، جب کہ بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جنہیں یہ مسئلہ

معلوم ہی نہیں چنانچہ بہت سے لوگوں کو جب میں نے یہ مسئلہ بتایا تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تو یہ بات معلوم ہی نہ تھی کہ ڈیوٹی میں کمی کرنا اسی طرح حرام ہے جس طرح ناپ تول میں کمی کرنا حرام ہے.

کرپشن اور کام چوری کے نتائج

غرض ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کرپشن اور کام چوری ہے جس کے نتائج ہم اس صورت میں دیکھ رہے ہیں کہ کسی بھی شعبہ زندگی میں لوگوں کی ضروریات پوری نہیں ہو رہیں کیونکہ جب تم ناپ تول میں کمی کرو گے تو تمہیں بھی پورا نہیں ملے گا، تمہاری جیب بھی لوگ ضرور کاٹیں گے اور اس چکر میں سوائے عذاب، مصیبتوں اور تکلیفوں کے کسی کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج کے بیان کا حاصل اور لب لباب یاد رہ جائے کہ مطفف جس کے بارے میں یہ پوری سورہ بنام سورہ المطففین نازل ہوئی، جس میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو ملازم اور مزدور ہیں اور تنخواہ پوری لیتے ہیں اور ڈیوٹی مکمل نہیں دیتے۔ اس جرم کی وضاحت ایک تو اس آیت سے ہو گئی اور دوسری اس بات سے وضاحت ہو جائیگی کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کے دردناک منظر میں قرآن حکیم میں جو جابجا

تصویر کشی کی گئی ہے وہ یہی جرم تھا چنانچہ ارشاد ہے۔

﴿وَاِلٰی مَدْیَنَ اَخَاھُمْ شُعَیْبًا قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰہَ مَالَکُمْ مِّنْ اِلٰہٍ غَیْرُہٗ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِکْیَالَ وَالْمِیْزَانَ"﴾ (سورہ آیت نمبر ۸۴)

حضرت شعیبؑ کی قوم پر دردناک عذاب

آپ کو معلوم ہو گا کہ قوم شعیب ناپ تول میں کمی کرتی تھی، حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں لاکھ سمجھایا کہ خدا کے لئے باز آ جاؤ اور اپنی اس عادتِ بد کو چھوڑ دو ورنہ اللہ کا عذاب تمہیں آ پکڑے گا اور پھر تمہیں کوئی چھڑا نہیں سکے گا، تو ان کی قوم نے انہیں جواب دیا۔

﴿یٰشُعَیْبُ اَصَلٰوتُکَ تَاْمُرُکَ اَنْ نَّتْرُکَ مَایَعْبُدُ اٰبَاءُ نَا اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِی اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا﴾ (سورہ ہود آیت نمبر ۸۷)

"اے شعیب! کیا تیری نماز ہمیں اپنے آباؤ اجداد کی پوجا سے روکتی ہے اور اس بات سے کہ ہم اپنے اموال میں جس طرح چاہیں تصرف کریں۔"

ہم ایسا نہیں کر سکتے کیونکہ مال ہمارا ہے، ہم جس طرح چاہیں تجارت کریں، اور اس میں ناپ تول کے اندر کمی کریں یا زیادتی، تمہیں اس میں مداخلت کا کوئی اختیار نہیں۔ حضرت شعیب علیہ السلام نے انہیں اللہ کے عذاب سے ڈرایا لیکن وہ نہ مانے اور کہنے لگے کہ جس عذاب کا تم بار بار تذکرہ کرتے ہو اسے لا کر تو دکھاؤ! چنانچہ اللہ کا عذاب آیا اور سخت گرمی پڑی جس کی وجہ سے لوگوں کے جسموں میں پھنسیاں نکل آئیں، ان کے دم گھٹنے لگے تو تہہ خانوں میں چلے گئے وہاں اس سے بھی زیادہ گھٹن تھی، پھر جب باہر نکلے تو شدید حبس تھا اور سخت گرمی پڑ رہی تھی، اتنے میں ایک بادل اور گھٹا آتی دکھائی دی یہ لوگ اس غرض سے کہ اس کے نیچے ٹھنڈی ہوا ملے گی اور بارش برسے گی، خود بھی گھروں سے باہر نکل آئے اور ایک دوسرے کو آوازیں دے دے کر پکارا۔

﴿هٰذَا عَارِضٌ مُّمْطِرُنَا﴾

”یہ بادل ہے جو ہم پر بارش برسائے گا۔

(اس لئے اس کے نیچے جمع ہو جاؤ)“

(سورہ الاحقاف آیت ۲۴)

چنانچہ لوگ بستیوں اور گھروں سے نکل نکل کر اس کے نیچے جمع ہو گئے اس موقع پر قرآن کہتا ہے۔

﴿بَلْ هُوَمَا اسْتَعْجَلْتُمْ بِهٖ رِيْحٌ فِيْهَا عَذَابٌ اَلِيْمٌ﴾ (سورہ الاحقاف آیت ۲۴)

"(یہ گھٹا نہیں ہے) بلکہ یہ وہی عذاب ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے اس کے اندر ایک ہوا تھی جس میں دردناک عذاب تھا۔"

اس آیت کی تفسیر میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اس بادل میں سے آگ برسی اور قوم کو جلا ڈالا۔

قوم شعیب علیہ السلام پر مجموعی طور پر تین عذاب آئے جن میں سے ایک تو مذکور ہوا۔ دوسری جگہ ارشاد ربانی ہے۔

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الصَّيْحَةُ﴾ (سورہ المومنون آیت ۴۱)

"انہیں چیخ نے آپکڑا"

اور تیسری جگہ فرمایا

﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ﴾ (سورہ العنکبوت آیت ۳۷)

"انہیں زلزلے نے آپکڑا"

ان تینوں عذابوں کے آنے کی صورت یہ ہوئی کہ جبریل امین علیہ السلام کی چیخ کی وجہ سے لوگوں کے دل پھٹ گئے، زمین شق ہوئی اور زلزلہ آیا اور اوپر سے آگ برسی جس کی وجہ سے ان تمام بستیوں کے لوگ

اسی وقت فنا ہو گئے اور ایک جاندار بھی باقی نہ بچا چنانچہ قرآن کہتا ہے۔

﴿فَاَصۡبَحُوۡا لَا یُرٰۤی اِلَّا مَسٰکِنُہُمۡ﴾

(سورہ الاحقاف آیت ۲۵)

"گھر رہ گئے اور ان کا کوئی مکین باقی نہ رہا"۔

یہ لوگ ناپ تول میں کمی کرنے کی وجہ سے ہی ہلاک ہوئے ۔اور یقین کیجئے کہ ہم اس جرم میں مبتلا ہیں، ہم مصائب کی تو شکایت کرتے ہیں لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ یہ تمام مصائب ہماری ہی کرتوتوں کی وجہ سے نازل ہو رہے ہیں کیونکہ ہم نہ خود حلال کھانے کے لئے تیار ہیں اور نہ اپنے بچوں کو کھلانا چاہتے ہیں۔

پاکستان اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت ہے

میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ملک کا سب سے بڑا مسئلہ کرپشن ہی ہے، اگر آج ہمارے ملک سے کرپشن ختم ہو جائے تو یقین کیجئے کہ ہمارا یہ ملک اتنا عظیم ہے کہ اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ہے۔اور یہ بات میں اندھی عقیدت کی بنیاد پر نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ دنیا کو دیکھنے کے بعد کہہ رہا ہوں، اور میں سچ کہتا ہوں کہ میں نے روئے زمین پر کوئی ایسا ملک نہیں دیکھا جہاں

اللہ کی اتنی نعمتیں بیک وقت موجود ہوں جتنی پاکستان میں ہیں، حرمین شریفین کا تو معاملہ ہی اس سے جدا ہے، لیکن حرمین شریفین کے بعد پاکستان ہی وہ واحد ملک ہے جہاں نعمتوں کی اتنی فراوانی ہے جو دنیا کے کسی دوسرے ملک میں نہیں ہے۔ چنانچہ کتنے ہی ممالک میں سمندر نہیں ہیں جب کہ ہمارے پاس سمندر بھی ہے، کتنے ہی ممالک میں پہاڑ نہیں اور ہمارے یہاں پہاڑ بھی ہیں، کتنے ہی ممالک میں میدانی علاقے نہیں جب کہ ہمارے یہاں موجود ہیں۔ کتنے ہی ممالک میں فقط سردی ہے، گرمی بالکل نہیں اور کتنے ہی ممالک میں فقط گرمی ہے، سردی بالکل نہیں اور ہمارے یہاں سردی بھی ہے اور گرمی بھی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں بھی ایسا تازہ گوشت نہیں ملتا جیسا پاکستان میں ملتا ہے۔ وہاں سبزیاں تازہ نہیں ہوتی، پھل اگرچہ خوبصورت پیکنگ میں ہوتے ہیں لیکن لذت اور مزے میں کم اور قیمت میں زیادہ ہوتے ہیں۔ اس کے باوجود پاکستانی لوگ ان تمام نعمتوں کے ہوتے ہوئے پاکستان کو چھوڑ کر بھاگ رہے ہیں۔ امریکہ میں جائیں تو معلوم ہوتا ہے کہ سارا پاکستان ہی وہاں منتقل ہو گیا ہے، یہی حال انگلینڈ، ہانگ کانگ اور دنیا کے تمام ممالک میں پاکستانیوں کے پائے جانے کا ہے اور اگر ان سے پوچھا جائے کہ تم وہاں سے کیوں آئے ہو؟ تو ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں کہے گا کہ

وہاں کھانے کی چیزیں اچھی نہیں ملتیں بلکہ سب یہی کہتے ہیں کہ وہاں کرپشن ہے اس لئے ہم وہاں سے بھاگ کر یہاں آگئے۔ اللہ کا یہ عذاب ہمیں اس گناہ کے نتیجے میں مل رہا ہے اور اسی کے نتیجے میں پوری دنیا میں سب سے زیادہ کمزور تجارت ہماری ہے۔

ہم ممالک میں جا کر وہاں موجود پاکستانی تاجروں سے پوچھتے ہیں کہ آپ پاکستانی تاجروں سے کیوں تجارت نہیں کرتے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہماری تو دلی تمنا یہی ہے کہ ہم پاکستان سے تجارت کریں لیکن پاکستانی تاجروں سے کئی مرتبہ دھوکہ کھانے کے بعد ہم نے کان پکڑ کر توبہ کرلی کہ آئندہ پاکستان سے تجارت نہیں کریں گے۔

ناپ تول میں کمی پر مختلف عذاب

حاصل یہ کہ اگر آج کے اس اجتماع سے ہمیں یہ فائدہ پہنچ جائے کہ ہم اپنی ڈیوٹیاں صحیح طور پر انجام دینے لگیں اور ہر شخص اپنی تجارت میں ڈنڈی مارنے کا کام چھوڑ دے تو ہمارے ملک کے سارے مسائل حل ہو جائیں گے، اور ہمارا ملک بہترین ملک ہو گا جو کہ اس جرم کی وجہ سے جہنم بنا ہوا ہے۔

قرآن حکیم کہتا ہے۔

"وَلَنُذِیْقَنَّھُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْاَدْنٰی دُوْنَ الْعَذَابِ الْاَکْبَرِ لَعَلَّھُمْ یَرْجِعُوْنَ" (سورہ السجدہ آیت ۲۱)

"اور ہم عذاب اکبر سے پہلے چھوٹے چھوٹے عذاب چکھائیں گے تاکہ وہ لوگ باز آجائیں (اور توبہ کرلیں)"

یہی وجہ ہے کہ ہمارے ان گناہوں کے نتیجے میں بارش نہیں ہو رہی، چنانچہ سندھ اور بلوچستان ہی بارش نہیں ہو رہی، اسی طرح معلوم ہوا ہے کہ کوئٹہ میں پانی، زیادہ گہرائی میں چلا گیا ہے جہاں سے اسے نکالنا مشکل ترین ہو رہا ہے اور وہاں کی جھیل بھی خالی پڑی ہے اور لوگ بارش کو ترس رہے ہیں۔ لیکن اسی دن یہ بھی معلوم ہوا کہ امریکہ کے ایک شہر میں بارش ہوئی اور اس نے تباہی پھیلادی اور وہاں کا ڈیم توڑ دیا جس کی وجہ سے آس پاس کی بستی تباہ ہوگئی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کا عذاب مختلف طریقوں سے آتا ہے، کبھی اس طرح کہ بارشیں روک دی جاتی ہیں اور کبھی اس طرح کہ بارشیں ہوتی ہیں اور تباہی پھیلاتی ہیں۔ اس لئے اس وقت توبہ کی ضرورت

ہے، اگر توبہ کرلیں گے تو انشاء اللہ سارے عذاب ہٹ جائیں گے۔

کارگل میں ہمیں اتنی اعلیٰ کامیابی حاصل ہونے والی تھی کہ ہم خوشی سے سرشار تھے کہ ہمارے مجاہدین نے جان کی بازی لگا کر بھارت کی گردن اس طرح دبوچ رکھی تھی کہ بھارت بلبلا اٹھا تھا۔ لیکن یہ ہماری کمزوری ہی تو تھی کہ ہم واپس آگئے اور اللہ نے ہمیں اتنا ذلیل کیا کہ ہم کسی کو منہ دکھانے کے بھی قابل نہیں رہے۔ یقین کیجئے کہ یہ ہم پر اللہ کا عذاب ہے، جب تک ہم اللہ کے قوانین کی خلاف ورزی سے توبہ نہیں کریں گے اس وقت تک شاید یہ عذاب ہم سے جدا نہ ہو۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے۔

﴿یَاَیُّھا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا عسٰی رَبُّکُمْ اَنْ یُّکَفِّرَ عَنْکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ﴾ (سورہ التحریم آیت ۸)

"اے ایمان والو! اللہ سے پکی سچی توبہ کرلو تو اللہ تعالیٰ تمہارے تمام گناہوں کا کفارہ کردے گا۔"

لہذا توبہ کرنے سے یہ عذاب انشاء اللہ ٹل جائیں گے اور

مومن پر یہ عذاب اسی وجہ سے آتے ہیں کہ وہ توبہ کریں۔ اور توبہ ایسی چیز ہے کہ توبہ کرنے کے بعد انسان گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے اس نے کبھی گناہ کیا ہی نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ناپ تول میں کمی اور کام چوری پر سچی اور پکی توبہ کی توفیق نصیب فرمائیں۔ آمین

وآخر دعونا إن الحمد لله رب العلمين
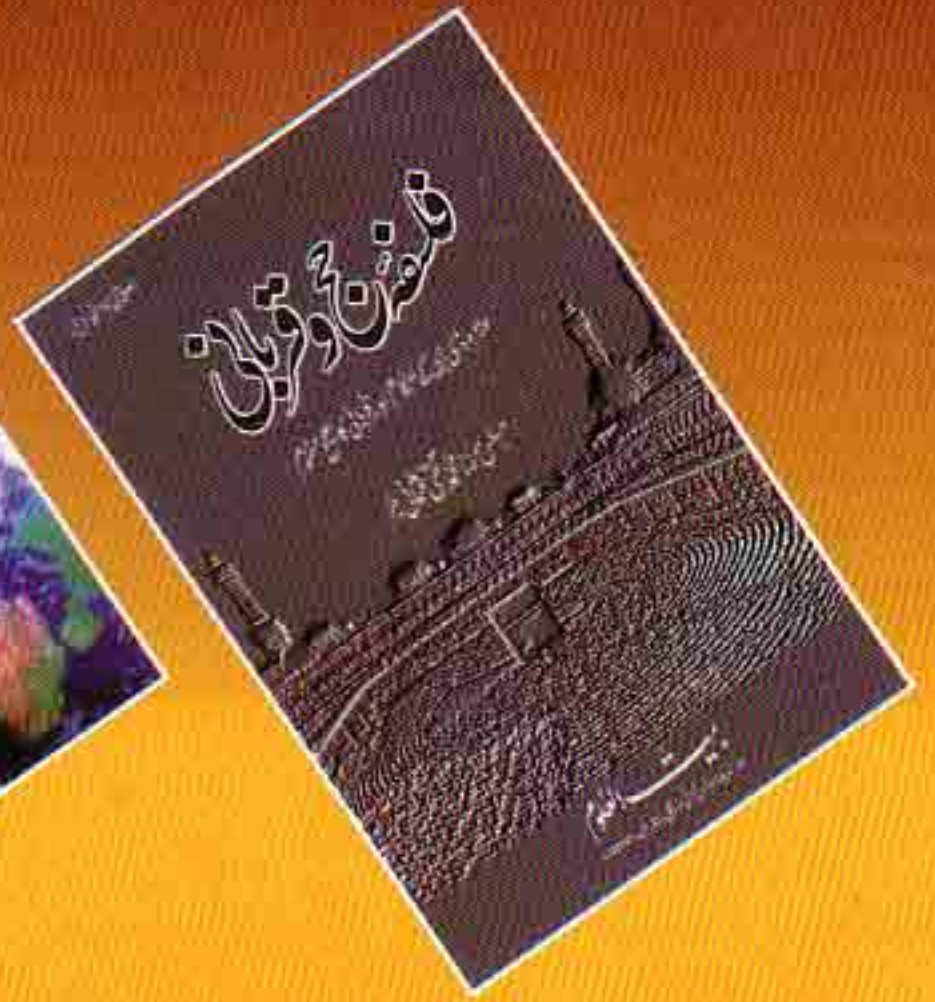
سچ اور جھوٹ
بیت العلوم
قرآن مجید اور اسلامی کتابوں کا مرکز